کماؤنی شاعری میں اردو لفظیات

کلیدی الفاظ: کماؤں# گڑھوال# رواداری# ثقافت# چندر ونشی

ڈاکٹر محمد طارق
BATLA HOUSE, JAMIA NAGAR,
NEW DELHI , 110025

ملخص: ''ہند آریائی خاندان سے تعلق رکھنے والی کماؤنی زبان کے بولنے والوں کی تعداد سابقہ سروے کے مطابق تقریباً بائیس لاکھ ہے۔اتنی کم تعداد ہونے کے باوجود اس زبان کی اپنی اہمیت ہے۔ ماضی میں یہ زبان کماؤں سلطنت کی سرکاری زبان رہ چکی ہے۔اترا کھنڈ کے ادب میں اس زبان کا تقریباً نصف حصہ ہے اور اس نصف حصے میں بھی کماؤنی شاعری اپنی آب و تاب کے ساتھ نصف حصے پر جلوہ فگن نظر آتی ہے۔کماؤنی شاعری اپنی سادگی، سبک روی اور شیرینی کے لیے جانی جاتی ہے۔کماؤنی زبان کی اس سادگی وشیرینی میں ایک بڑا حصہ اردو زبان کا ہے۔زیر نظر تحریر میں اسی موضوع پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔کماؤنی زبان نے اردو لفظیات سے لے کر غزلیہ ہیئت تک بہت کچھ اردو سے مستعار لیا ہے۔''

ہندوستان کی ریاست اترا کھنڈ کے دو بڑے ڈویژنوں میں سے ایک کماؤں ڈویژن ہے، جس کی سرحدیں تبت کے سطح مرتفع، اتر پردیش،

نیپال اور گڑھوال کے ساتھ منسلک ہیں۔ چھ اضلاع پر مشتمل یہ ڈویژن بنیادی طور پر کماؤنی معاشرت اور ثقافت کی ترجمانی کرتا ہے۔ یہ علاقہ قدیم زمانے سے اپنے لوک دیوتاؤں کے لیے مشہور رہا ہے اور یہاں کے لوگ کبھی بھی فرقہ وارانہ سرحدوں کے پابند نہیں رہے ہیں۔ وہ شیومت، شاکت، وشنو، بدھ، ناتھ، پراکرتی، جڑادھیتمواد میں یقین رکھتے ہیں اور اپنی عبادات و رسومات عقیدت و ہم آہنگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اپنی روایات، رسومات اور عبادات میں محکم و متیقن ہونے کے باوجود اس قوم نے ہمیشہ مذہبی رواداری اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی منفرد مثال پیش کی ہے۔ کماؤنی زبان وادب اسی معاشرت و ثقافت کا حصہ ہے۔

کماؤنی زبان ہند آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ ۲۰۱۱ء کے سروے کے مطابق اس زبان کے بولنے والوں کی تعداد تقریباً بائیس لاکھ ہے۔ ماضی میں کماؤں سلطنت کے چندرونشی راجاؤں نے کماؤنی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دیا۔ کماؤں ڈویژن میں تقریباً بارہ زبانیں مستعمل ہیں۔ ان زبانوں میں کماؤنی زبان کو وہی چمک دمک حاصل ہے جو تاروں کے درمیان ماہتاب کو۔

یہ فطری ہے کہ زبانیں باہم ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہیں اور زمانۂ قدیم سے ہوتی رہی ہیں۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں ورود کے ساتھ ہی اثر اندازی کے اس سلسلے نے مزید رفتار پکڑ لی اور ہندوستانی زبانوں میں تیز رفتاری کے ساتھ تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ مسلمان جو زبانیں اپنے ساتھ لے کر آئے تھے، ان میں عربی، فارسی، ترکی وغیرہ

نمایاں ترین ہیں۔ مسلم صوفیا نے تبلیغ دین کے لیے جن زبانوں کا استعمال کیا، وہ یہاں کی علاقائی زبانیں تھیں۔ البتہ ان زبانوں میں عربی، فارسی، ترکی وغیرہ زبانوں کے الفاظ کا استعمال ناگزیر تھا، کیونکہ یہ زبانیں ان صوفیا کی مادری زبان تھیں۔ اس کے علاوہ مسلمان اس علاقے میں حاکم کی حیثیت رکھتے تھے۔ دیگر اقوام یا تو ان کے معاون تھیں یا پھر امور سلطنت میں اشتراکیت رکھتی تھیں۔ عوام سے بھی حاکم ومحکوم کا رشتہ تھا۔ مذکورہ بالا ہی وہ اختلاط تھے جن کے باعث اردو زبان کو وجود ملا۔

جس طرح اردو زبان نے عربی، فارسی، انگریزی، سنسکرت اور دیگر زبانوں کے اثرات قبول کیے، اسی طرح اردو زبان نے بھی دیگر زبانوں پر اپنے اثرات ونقوش ثبت کیے۔ کماؤنی زبان نے بھی زبان اور ادب دونوں سطحوں پر اردو زبان کے اثرات قبول کیے۔ زیر نظر مقالے میں اسی حوالے سے بات کی جائے گی اور کماؤنی شاعری میں اردو لفظیات کے متعلق گفتگو کی جائے گی۔

کماؤنی لوگوں کا عام خیال یہ ہے کہ لوک رتن پنت گمانی کماؤنی زبان کے پہلے شاعر ہیں۔ ۱۷۹۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۴۶ء میں وفات پائی۔ ان کا تخلص گمانی تھا۔ گمانی لفظ کو دیکھتے ہی یہ گمان ہو جاتا ہے کہ یہ اردو زبان کا لفظ ہے۔ لفظِ گمان میں یائے نسبتی کا الحاق کر کے گمانی بنایا گیا ہے۔ اس طرح اس کے معنی ہوئے گمان کرنے والا، ابھیمان کرنے والا، فخر کرنے والا، حسد یا رشک کرنے والا وغیرہ وغیرہ۔ اردو شاعری اس لفظ کا خوب استعمال ہوا ہے۔ مثلاً

کر لطف و مہربانی
گالی نہ دے گمانی

ہم یہاں گمانی کے کچھ اشعار نقل کر رہے ہیں، جن میں اردو الفاظ سے استخدام کیا گیا ہے۔

دن دن کھجانہ کا بھار بوکنا لے
شو شو چلی میں بال نئے ایک کیکا

تد پی ملوک تیرو چھوڑی نے کوئی بھاجا
اتی ودتی گمانی دھنیہ گورکھالی راجا

مندرجہ بالا مصرعوں میں گمانی نے گورکھا اور انگریز حکمرانوں کے ظلم اور عوام کی قابل رحم حالت کا نقشہ کھینچا ہے۔ان اشعار میں مستعمل اردو الفاظ کھجانہ، بھار اور ملوک ہیں، جن کی اصل خزانہ، بار اور ملک ہیں۔

انگریزوں کے خلاف اپنے غم و غصے کا اظہار اور ان کی جعل سازی کا پردہ فاش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اپنے گھر سے چلا فرنگی پہنچا پہلے کلکتے
اجب ٹوپ بنّاتی کرتی نہ کپڑے نہ کچھ لتے

سارا ہندوستان کیا سر بنا لڑائی کر فتّے
کہے گمانی کلیگ نے یو سبّا بھیجے البتّے

کو جانے گا جل کے مارگ یہاں فرنگی آوے گا
کو سمجھے گا حکمت کر کے ہندوستان دباوے گا

کو جانے گا شکھن کا بھی راج اسی وش آوے گا

کہے گمانی ہری اِچھا کا کوئی پار نہ پاوے گا

مندرجہ بالا اشعار میں فرنگی، اجب، فتے، سبّا، البتے، حکمت جیسی اردو لفظیات کا استعمال ہوا ہے۔فرنگی لفظ کا استعمال اپنی اصل حالت میں ہوا ہے، جبکہ اجب، فتے اور البتے بالترتیب عجب، فتح اور البتہ کی بدلی ہوئی شکل ہیں۔لفظ حکمت یہاں چال، مکر یا تجارت کے معنی میں استعمال ہوا ہے، لیکن ترجیح یہی ہے کی حکمت یہاں تجارت کے معنے میں ہے، سیاق وسباق بھی اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔اردو میں یہ لفظ عمومی طور پر عقل و دانش، دانائی اور طبابت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔اسی طرح گمانی کی شاعری میں ڈھیر سارے اردو کے الفاظ استعمال میں لائے گئے ہیں۔مثلاً محل، نقشہ، خانہ، عقل وغیرہ وغیرہ۔

لوک رتن گمانی کے بعد کماؤں ادب کے ابتدائی عہد (۱۸۰۰ء تا ۱۸۵۰ء) سے تعلق رکھنے والے ایک اور بڑے شاعر کرشن پانڈے ہیں۔ ان کی پیدائش ۱۸۰۰ء میں اور وفات ۱۸۵۰ء میں ہوئی۔کرشن پانڈے بے حد خوبصورت گیت لکھتے تھے۔ ان کی شاعری مذہبی عقیدت، اصلاح معاشرہ، کماؤنی تہذیب اور طنزیہ لب و لہجے سے عبارت ہے۔

کرشن پانڈے کی شاعری میں بھی اردو الفاظ کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔یہاں ان کی شاعری کے کچھ نمونے درج کیے جا رہے ہیں، جن میں اردو لفظیات کا بھرپور استخدام ملتا ہے۔

ملکیا یارو کلیگ دیکھو

گھر کڑی بیچی بیر استیفا لیکھو

ملک کماؤں کفوا باسو
جوے کن ہے گیو کھشم کو جھانسو

بھائی برادر گھر گھر مار
ملک کماؤں میں پڑ گیو چھار

پہلے شعر میں ملکیا لفظ ملک لفظ کا اسم نسبتی ہے،اس طرح یہاں ملکیا کا معنی ملکی اور اپنے دیش کا باشندہ ہوگا۔یہ واضح رہے کہ لفظ ملک کماؤنی زبان میں 'م' اور 'ل' کے ضمے کے ساتھ مستعمل ہے۔پہلے شعر کے دوسرے مصرعے میں استیفا لفظ ،استعفا کی بگڑی شکل ہے۔دوسرے شعر کے دوسرے مصرعے میں مستعمل لفظ کھشم در اصل خصم ہے، جس کا معنی خاونداور دشمن وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ یہاں بھی یہ لفظ خاوند کے لیے استعمال ہوا ہے۔آخری شعر کا پہلا مصرع تو بالکل اردو زبان کا مصرع معلوم ہوتا ہے۔

کماؤں ادب کے ماقبل وسطی عہد (۱۸۵۰ءتا ۱۹۰۰ء) اردو الفاظ کا استعمال ابتدائی عہد کے مقابلے کم ہو جاتا ہے۔اس عہد کے شاعروں میں چنتامنی جیوتشی، گوری دت پانڈے اور شیودت ستی شرما سرِ فہرست ہیں۔ان شعرا کی لفظیات میں خوشی،سوائے، پتلا، برابری، برباد، کافر،قرآن،غم اور دیگر بہت سے الفاظ شامل ہیں۔آخرالذکر شاعر شیودت شرما نے کماؤنی

زبان میں غزلیں بھی لکھیں۔ان غزلوں میں انھوں نے ان ساری قوانین کی پابندی کی ہے جن کی اردوزبان میں رعایت کی جاتی ہے۔ردیف، قافیہ، مطلع اور مقطع وغیرہ کل اصول کا التزام رکھا گیا ہے۔

۱۹۰۰ء سے لے کر ۱۹۵۰ء تک کا عہد کماؤنی ادب کا دوسرا وسطی عہد کہلاتا ہے۔گوری دت پانڈے گوردا، اس عہد کے ایک معتبر اور منفرد شاعر ہیں۔ان کی نظم ''چائے لیلا'' کا یہ شعر دیکھیے:

راجا و ریّت، رئیس گروبا
پینی بھکھاری جوگی جوگیانی

اس شعر میں مستعمل الفاظ ریّت اور گروبا براہ راست اردوزبان سے آوردہ ہیں اور ان کی اصل بالترتیب رعیت اور غربا ہیں۔لفظِ رئیس یہاں اپنی اصل کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔پنڈت شیاما چرن دت پنت بھی اس عہد کے اہم شاعر ہیں۔انھوں نے بھی اپنی تخلیقات میں اردوزبان کے الفاظ وافر مقدار میں استعمال کیے ہیں۔اس عہد کی شاعری میں خمار، نوکر، مردہ، شکر، شاباش، عزت وغیرہ جیسے الفاظ کا اضافہ ہوا۔

کماؤنی ادب کا جدید عہد ۱۹۵۰ء سے شروع ہوتا ہے اور تا حال جاری ہے۔اس عہد کے شاعروں کی فہرست کافی طویل ہے۔لہذا اہم شاعروں کا ذکر نہ کرتے ہوئے فقط اشعار کی مثالوں پر اکتفا کریں گے۔

شیر سنگھ بشٹ کا یہ شعر دیکھیں جس میں وہ یک جہتی کی بات کر رہے ہیں:

چے چے بیرا نگاؤ نے ہالوخون میں کے فرق چھو

انوار لے تمری نے ہولی جیونی میں کے فرق چھو

مذکورہ شعر میں استعمال شدہ الفاظ خون ،فرق اور انوار براہِ راست اردو سے اخذ کردہ ہیں، جن کو کماؤنی شاعر نے بے حد خوبصورتی کے ساتھ اپنے شعر میں استعمال کیا ہے۔

دیوکی مہرا کماؤنی ادب میں ایک اہم نام ہے۔نثر و نظم دونوں پر یکساں قدرت رکھتے ہیں۔''مجدورن خون'' ان کی ایک اہم نظم ہے، جس میں سماجی ناہمواری، غیر انسانی و غیر اخلاقی درجہ بندی اور مزدوروں کے استحصال کی تصویر کھینچی گئی ہے۔نظم کے عنوان پر نظر پڑتے ہی اردو زبان کا اثر بہت واضح طور پر سامنے آجاتا ہے۔اس نظم سے دو بند ملاحظہ کیجیے:

رنگ چھو جو لال لال
تکَیں دیکھی بیر، جانی کِلَے سوچنوں میں
کیں --
سیٹھ جیول گریب مجدورنک خون نکائی بیر
پوتی تاَونی راکھ دوالن میں

کوٹھی بنیاد
بھوَت گوری چھو
تے بھِتیرے کھڑیے راکھی بلی
چھوار موانا تِن ،لاوارث سینی
کھری فٹ کپایا

سیٹھ جیو ہے رئیں

سینا چپاڑ گلپیا ڈیوڑ

پہلے بند میں اردو کے مستخدم الفاظ رنگ ، لال،غریب،مزدور ،خون،نیکی (نکائی) اور دیوار (دوالن) ہیں، جو یا تو اپنی اصل حالت میں استعمال ہوئے ہیں یا پھر بگڑی ہوئی شکل میں۔ دوسرے بند میں بنیاد اور لا وارث جیسے اردو الفاظ کا سہارا لیا گیا ہے۔

عہد جدید میں دوسرے شعرا میں گوپال دت بھٹ، متھرا دت مٹھ پال، بھوانی دت پنت، ہیرا سنگھ رانا، درگیش پنت، گریش تواڑی، راجندر بورا، جگل کشور پیٹشالی، ایم۔ڈی انڈولا وغیرہ سرفہرست ہیں۔ان شعرا کی لفظیات میں بھی اردو زبان کے ڈھیر سارے الفاظ موجود ہیں، جن کی چمک دمک سے ان کی شاعری مزید روشن ہوگئی ہے۔ان شاعروں نے نہ صرف اردو کے سبک وشیریں الفاظ کا استخدام کیا ہے، بلکہ اردو زبان کے غزلیہ اصول وقواعد سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے۔کچھ شعرا کے یہاں اردو غزل کی مکمل تتبع کی کوشش کا وجود ملتا ہے۔ ردیف، قافیہ، مطلع ومقطع وغیرہ کی رعایت کی کوشش واضح طور پر نظر آتی ہے۔ان شعرا کی لفظیات میں شامل اردو الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔ محنت، محل، ہزار، مال، گز، باغیچہ، آسان، ہونٹ، مہک، مہک دار، آدمی، روزگار، غریب، سرکار، حضور، رواج، دنیا، فضیحت، روز، عمر، خبردار، ہوشیار، وقت، خالی، شراب، مداری، قلعہ، کرم، ہضم، خصم وغیرہ وغیرہ۔ واضح رہے کہ یہ الفاظ کہیں تو اپنی اصل حالت اور اصل معنی میں استعمال میں ہوئے ہیں تو کہیں بگڑی ہوئی

شکل اور دیگر معنی میں۔

اگر کماؤنی ادب میں بالکل عصر حاضر کی بات کریں تو محمد علی اجنبی کا تذکرہ ناگزیر ہے۔محمد علی اجنبی وہ شاعر ہے، جس نے با قاعدہ غزل کو کماؤنی ادب میں متعارف کروایا۔اجنبی سے پہلے بھی غزلیں لکھی گئی تھیں، لیکن اجنبی کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے با قاعدہ اوزان و ابحار وغیرہ کی رعایت کی۔ردیف، قافیہ وغیرہ کی رعایت پرانے شاعروں کے یہاں بھی نظر آتی ہے، البتہ اجنبی کے یہاں اردو غزل نے اپنے پورے وجود اور شخصیت کے ساتھ کماؤنی لباس زیب تن کرلیا ہے۔اجنبی کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ انھوں نے کماؤنی ادب میں غزل کہنے والوں کی پوری ایک کھیپ تیار کردی، جن میں انل کارکی، مہندر مٹھّیانی اور جگدیش جوشی وغیرہ سرفہرست ہیں۔

محمد علی اجنبی کی غزلیں تو مکمل طور پر اردو غزلوں کا آہنگ لیے ہوئے ہیں، البتہ ان کی غزلوں میں اردو لفظیات کا بہت زیادہ استعمال نہیں ہے۔ انھوں نے اردو الفاظ کا بہت مناسب استعمال کیا ہے۔جو بھی الفاظ مستعمل ہوئے ہیں وہ انتہائی سبک وشیریں ہیں۔

محمد علی اجنبی کے تتبع میں لکھنے والے انل کارکی کے یہاں وہ پختگی نہیں ملتی، جو اجنبی کے یہاں ہیں۔البتہ اردو لفظیات کے مناسب استعمال کے حوالے سے دونوں انتہائی قریب ہیں۔اجنبی نے اوزان کا مکمل خیال رکھا ہے جبکہ کارکی کہیں کہیں پھسلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اجنبی اور کارکی کی دستیاب غزلوں میں اردو لفظیات کچھ اس طرح ہیں۔زمین، قسم، پیچ، ساہو

کار(کار)، بہادری، کاغذ، قصور، انوار، وقت، اثر، غریب وغیرہ وغیرہ

درج بالا سطور میں صرف کماؤنی شاعری کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے۔نثریہ فن پاروں کو اس مضمون میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ویسے بھی کمایونی زبان اپنی شاعری بالخصوص اپنے گیتوں کے لیے معروف ہے۔کماؤنی لوک گیتوں میں بھی اردو اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہے۔کماؤنی گیتوں میں نہ صرف اردو زبان کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ہمیں اردو تہذیب کی روشنی بھی جا بجا چمکتی دمکتی نظر آتی ہے۔بہت سے کماؤنی لوک گیت اس کی بہترین اور زندہ مثالیں ہیں۔

دیوناگری رسم الخط میں لکھی جانے والی یہ زبان اپنی عام بول چال میں بھی اردو کے بے شمار الفاظ اپنے دامن میں سمائے ہوئے ہے۔کمایوں معاشرے میں جگہ جگہ اردو زبان کی چمک دمک نمایاں نظر آتی ہے۔اس معاشرے میں استعمال اردو لفظیات نصاف (انصاف)، دلبر، حیات، موبت (محبت)، فجر، سبا(صبح)، اجاربند(ازار بند)، خیرخبر، خیری(خیریت)،منصب، جاگیر، جمیں دار(زمیندار)، قلعہ، لاجم (لازم) وغیرہ وغیرہ ہیں۔

مصادر ومراجع:

۱۔کماؤنی لوک ساہتیہ ایوم کماؤنی ساہتیہ (ہندی)، دیو سنگھ پوکھریا،شری الموڑا بک ڈپو،الموڑا،۱۹۹۴ء

۲۔اتراکھنڈکاایتہاس(ہندی)،اتراکھنڈاوپن یونیورسٹی

۳۔کماؤں کا ایتہاس(ہندی)،کماؤں کیسری دت پانڈے،شری الموڑا بک ڈپو،الموڑا،۱۹۹۵ء

۴۔ہمالیائی ایتہاس کے وِوِدھ آیام (ہندی)،گرجا پانڈےاور ہیرا سنگھ بھاکنی،۲۰۱۳ء

۵۔اتراکھنڈکانوین ایتہاس(ہندی)،ڈاکٹر یشونت سنگھ کٹھوچ،ونسر پبلشنگ کمپنی،دہرہ دون،۲۰۰۶ء

۶۔کماؤنی بھاشا ، ساہتیہ ایوم سنسکرتی(ہندی)،ڈاکٹر، دیو سنگھ پوکھریا،شری الموڑا بک ڈپو،الموڑا،۱۹۹۶ء

☆☆☆